میں ہو، نہ دفتروں، گھروں اور بازاروں میں، حتیٰ کہ ہمارے دلوں میں بھی نہیں !

ہائے ! یہ کلیجہ چھیدنے والے سات الفاظ ! --- کیا ہم واقعی اتنے گر گئے ہیں کہ خداؑ، رسولؐ اور قرآن کی باتیں بھی محض فیشن کے طور پر کرنے لگے ہیں، یا مخاطب خواص و عوام پر اپنی محبتِ دین کا رعب جمانے کے لیے ؟ مگر حکیم صاحب نے قومی پیمانے پر جو حقیقت دیکھی اور محسوس کی، صاف صاف کہہ دی۔ کاش پتھروں میں بدلے ہوئے دل پھٹ جائیں اور ان سے نور کے دھارے پھوٹ بہیں۔ کاش کہ رواج یافتہ خوشنما منافقت اپنے چہرے سے ریشمیں ڈھاٹا کھول کر پرے پھینک دے اور اپنی آگ میں بھسم ہوجائے۔ مگر محترم حکیم صاحب ! کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا۔ آج نہ سہی، کل سہی۔

مندرجات کی تفصیل عرض کرنا تو مشکل ہے، لیکن موضوعاتِ ابواب سامنے آنے چاہئیں۔ (۱) حکمت و ہدایت (قرآن کی باتیں) (۲) عقاید و افکار (۳) انبیائے اولؑ و آخرؐ (۴) صحابہ کرامؓ (۵) شہادتِ حسینؓ۔ تفضلات رمضان (بشمول عید)۔ ان ابواب میں دین کی ساری ہی ابتدائی معلومات موجود ہیں، عقاید و عبادات بھی اور قرونِ اولیٰ کی تاریخ کے زریں ابواب بھی۔ ایک دو سطری بات سنیے :

> میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری علمی اور کلامی موشگافیاں دراصل ایمان کو دماغ کی راہ سے وارد کرنے کی کوششیں ہیں ... لیکن احساسات کے بندھن میں جکڑے ہوئے انسان کے لیے ایمان کی اس حلاوت کی ضرورت ہے جو اس کے دل پر اثرانداز ہو۔ (ص ۳۸)

(ن - ص)

میزانِ اقبال : از پروفیسر محمد منور ۔ ناشر : اقبال اکیڈیمی پاکستان، ۱۳۹ - اے، نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ سفید کاغذ خاصا دبیز، کتابت طباعت عمدہ، جلد مضبوط۔ صفحات ۲۳۲۔ قیمت ۵۵ روپے۔ اشاعت دوم۔

کتاب کی بات تو بعد میں ہوگی، مگر اقبال اکیڈیمی کو یہ دفینہ کہاں سے ملا ہے کہ کتاب ویسی، اور قیمت ایسی۔ یہی رفتار رہی تو وہ دن دور نہیں کہ جب مصنف یا اکیڈیمی، پاس سے کچھ عطیہ بھی دے، اور شائقِ کتاب سے کہے کہ بھائی ذرا غور و توجہ سے پڑھ لینا، صرف فیشن کے طور پر الماری میں نہ سجا لینا، جہاں پہلے بھی کتنی کتابوں کی لاشوں کو تم نے حنوط کر کے تابوت میں ڈال

رکھا ہوگا۔ ایک مصیبت اور بھی ہے کہ مونگ پھلی اور پالک اور صابن جیسی چیزوں کی قیمتیں تو "کے ٹو" کو فتح کرنے چل نکلی ہیں' اور کتاب کی قیمت اس رفتار سے گر رہی ہے جس سے خود حضرتِ انسان کی!

پاکستان بننے کے بعد میری نظر سے بس چند ہی کتابیں ایسی گزریں کہ محسوس ہوا کوئی دولتِ بے پایاں ہاتھ آگئی۔ ایسا ہی تاثر پروفیسر منور مرزا بالقابہ کی کتاب میزانِ اقبال کا ہے۔ ہم بھی اپنے آپ کو بڑا "اقبالی مجرم" سمجھتے تھے' مگر پہلے بھی دو ایک اصحاب کی کتابوں نے ہماری سخت حوصلہ شکنی کی اور اب میزانِ اقبال نے بھی کہا کہ میاں! قدر خود بشناس۔ آپ کو معلوم ہے کہ کوئی برسوں کا لکھنے والا یوں کسی دوسرے کو مانا نہیں کرتا' مگر ہم درویشوں کی ریت الگ ہے' جہاں دوسرے درویش کو دیکھا اپنے قلم کی طرح سر' خم کردیا۔

حق یہ ہے کہ اقبال آسمان رس شاعر تھا' مگر اس کے ساتھ دوسری حقیقت یہ بھی تو گندھی ہوئی ہے کہ وہ علومِ مغربی و دینی کا ایک سمندر بھی تو تھا۔ اس کا ہر شعر اس کے بحرِ علم کا اچھالا ہوا ایک موتی ہے جس نے معلوم نہیں کن کن عربی و عجمی تصورات کی سیپوں میں پرورش پائی ہے۔ مگر ساری چمک دمک اس کی وہ ہے جو قرآن کے حسن آفریں مطالب و مقاصد خاص خاص موتیوں کو دیتے ہیں۔ اس کے کلام کے اجزاء کہیں شخصیتوں سے --- یونانی' ہندی' یورپی' عجمی' عربی --- تعلق رکھتے ہیں' کہیں اسلام کے ابھرنے کی تاریخ سے اور کہیں اسلام کے خلاف اٹھنے والے قدیم و جدید فتنہ ہائے فکر یا معرکہ ہائے خوں ریز کی تصویریں لیے ہوئے ہیں۔ لفظوں کی سطح کے اوپر کچھ کم' اور سطح کے نیچے بہت زیادہ۔ اور پروفیسر محمد منور مرزا کے ذہن کی بڑی بلند پروازیاں ہیں کہ انہوں نے اقبال کے ہاں عربی اثرات کی بھی خوب نشاندہی کی اور عجمیت کے اثرات کی بھی۔ ساتھ ہی مغرب کی فکر سے شعرِ اقبال کے جو ڈانڈے ملتے تھے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔

یہ کتاب اتنا کچھ اپنے اندر رکھتی ہے کہ ترجمان القرآن کے محدود صفحاتِ تبصرہ میں تفصیل میں جانے کی گنجائش ہی نہیں' ان کی کتابیں تو تبصرہ طلب کتابوں کے ایک لمبے کیو کے آخر میں کھڑی تھیں۔ ممکن یہی تھا کہ اس مرتبہ ایک آدھ کتاب کا ذکر کردیا جائے۔

مختصراً بات اپنی پسند کی کہوں تو مجھے "توازن" والا باب پسند آیا۔ بات بھی نئی اور دینی حقائق کی ہلکی روشنی میں شعرِ اقبال میں اصولِ توازن کی کار فرمائی' نہایت دلچسپ گوشۂ مطالعہ و فکر نظر آئی۔

ان کے دوسرے موضوعات کلامِ اقبال پر عربی ادب کے اثرات، کلامِ اقبال میں عجم کا مفہوم، علامہ اقبال کی اردو غزل، علامہ اقبال کی نظم نگاری، علامہ اقبال جوش ملیح آبادی کی نظر میں، ابوالاثر بحضور اقبال، اقبال کا شعری آہنگ اور ضربِ کلیم اور آخر میں اشاریہ اعلام --- رجال، مقامات، کتب و رسائل، اصلاحات۔ ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم کا ذہن افروز مقدمہ اور مولف کی طرف سے ۶ صفحے کا حرفِ آغاز۔ میں انشاء اللہ اس کتاب پر زیادہ تفصیلی تبصرہ "سیارہ" میں لکھوں گا۔

(ن - ص)

اسلام: مولفہ: مشہور صاحبِ علم و قلم شیخ علی طنطاوی۔ ترجمہ: از جناب مولانا سید شبیر احمد۔ ناشر: قرآن آسان تحریک ۱۳ - اے / ۲ ایجوکیشن ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور۔ کتابت و طباعت مناسب، کاغذ اچھا نہیں، صفحات ۳۲۰ - سائز ۲۰ x ۳۰ کور دبیز کارڈ، سادہ و رنگین - قیمت ۳۰ روپے۔

شیخ علی طنطاوی کو دنیائے عرب میں خاص شہرت حاصل ہے، اور عرب سے باہر بھی اہلِ علم ان سے دلی تعلق رکھتے ہیں۔ طنطاوی صاحب نے ۵۰ برس میں ۴۰ مطبوعات مشتمل بہ گیارہ ہزار صفحات لکھیں۔ مزید گیارہ مسودات اشاعت کے لیے تیار ہیں۔ شیخ نے تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کے جو کام کیے ان کے پیچھے یہ سعادت کارفرما تھی کہ انہوں نے دینِ حق کا علم حاصل کرنے کے ساتھ وہ جدید علوم و مسائل بھی جان لیے جن کی جڑیں سرزمینِ باطل میں اتری ہوئی تھیں۔ مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے انہوں نے مختلف علما اور مفکرین کو توجہ دلائی کہ وہ اس نئے طاغوتی دور کے فتنوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کو بہت سیدھے صاف انداز میں پیش کرنے کی کوشش کریں۔ مگر ایسی کوئی صورت جامہء عمل نہ پہن سکی۔

۱۹۳۶ء میں عربی ادب کے استاذ کی حیثیت سے بغداد کے مرکزی کالج میں طلبہ کو پڑھاتے ہوئے بالعموم یہ مطالبہ سامنے آنے لگا کہ ہمیں ایسی کتاب بتایئے جسے پڑھ کر ہم مغربی تعلیم کے زیرِ اثر اصحاب کو اسلام کے متعلق جواب دے سکیں۔ ۱۹۶۸ء میں اسی ضرورت کا ایک مقالہ مجلّہ "رابطہ اسلامی" میں شیخ طنطاوی کی طرف سے شائع ہوا۔ بہ عنوان "تعریف عام بدین الاسلام"۔ پھر چاروں طرف سے تقاضے ہونے پر دس دن میں عقاید و ایمانیات پر یہ کتاب لکھی اور مدینہ منورہ سے شائع ہوئی۔ اس کے ۱۲ ہزار نسخے تمام اساتذہ اور معلمات میں تقسیم کیے گئے۔ پھر یہ اردن، بیروت وغیرہ سے شائع ہوئی۔ طنطاوی صاحب کی بڑی خواہش اس کتاب کے ۲ اور حصے